بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب إلیه
من والده وولده والناس اجمعین الحدیث
عظمت و محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم اظہار
حصولِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا بہترین اسلوب
اذان میں
انگوٹھے چومنا مستحب ہے
تصنیف لطیف
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھتروی مدظلہ العالی
مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
ناشر
مکتبہ ضیائیہ
بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781

اذان واقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

﴿لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ﴾

تعظیم و توقیر نام مصطفیٰ ﷺ اور اظہار محبت رسول کا حسین انداز

اذان و اقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

مؤلف

حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھترالوی

مدظلہ العالی

ناشر

نام کتاب :- اذان کے دوران انگوٹھے چومنا مستحب ہے

مصنف :- علامہ مولانا عبد الرزاق چشتی بھترالوی مدظلہ العالی

پیش لفظ :- حافظ محمد اسحاق ظفر

پروف ریڈنگ :- محمد اعجاز شاہد، شوکت حیات الخیری

باہتمام :- سید شہاب الدین شاہ

کمپیوٹر کمپوزنگ :- ضیاء العلوم کمپوزنگ سنٹر ڈی بلاک سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

کمپوزر :- محمد یعقوب چشتی، محمد شاہد حاقان

ٹائٹل گرافکس :- حافظ محمد اسحاق ظفر

ناشر :- مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی

ضخامت :- ۶۴ صفحات

اشاعت :- بار اول تعداد :- ۱۰۰۰

قیمت :-

ملنے کے پتے

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری گیٹ لاہور

☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

☆ احمد بک کارپوریشن اردو بازار راولپنڈی

﴿فہرست مضامین﴾

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حرف آغاز	۹
۲	الاستفتاء	۱۳
۳	الجواب	۱۳
۴	اذان کا حکم	۱۳
۵	امام محمدؒ کا ارشاد گرامی	۱۴
۶	نماز کے بغیر اذان کہاں سنت ؟یعنی مستحب ہے	۱۵
۷	اذان کی ابتداء	۱۶
۸	صبح کی اذان میں زیادتی	۱۸
۹	اذان اور اقامت کے بعد تثویب	۱۸
۱۰	حضرت ابو محذورہؓ کا ایمان لانا اور اذان کہنا	۱۹
۱۱	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے	۲۰
۱۲	کیا دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟	۲۱
۱۳	اذان کہنے کی فضیلت	۲۳
۱۴	مؤذن نیک صاحب علم ہو	۲۶
۱۵	امامت اذان سے افضل	۲۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۹	عورت کا اذان کہنا منع ہے	۱۶
۳۰	اذان باوضوء ہو کر دی جائے	۱۷
۳۰	نابالغ لڑکے کا اذان کہنا۔	۱۸
۳۱	کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم۔	۱۹
۳۲	اذان کے ساتھ درودپاک پڑھنا مستحب ہے۔	۲۰
۳۳	اذان کے بعد دعاء ۔	۲۱
۳۵	فائدہ ۔	۲۲
۳۶	اذان کے بعد درود شریف پڑھنا ۔	۲۳
۳۶	فائدہ ۔	۲۴
۳۷	اذان اور اقامت کے درمیان دعاء	۲۵
۳۷	اذان اور اقامت میں فرق	۲۶
۳۸	اذان کا جواب دینا	۲۷
۴۰	تنبیہ۔	۲۸
۴۱	فائدہ۔	۲۹
۴۲	دوڑ کر جماعت سے نہ ملے۔	۳۰
۴۴	دوران اذان انگوٹھے چومنا ۔	۳۱
۴۴	شرعی ضابطہ	۳۲
۴۴	دوسرا ضابطہ۔	۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۴	تیسرا ضابطہ۔	۴۵
۳۵	مستحب کا حکم۔	۴۶
۳۶	انگوٹھے چومنا مستحب (باعث ثواب)	۴۶
۳۷	تنبیہ ۔	۴۹
۳۸	مکروہ ثابت کرنے کی جاہلانہ کوشش	۵۸
۳۹	پہلی وجہ ۔	۵۸
۴۰	دوسری وجہ ۔	۵۹
۴۱	تیسری وجہ ۔	۶۰
۴۲	چوتھی وجہ ۔	۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

کائنات ارضی میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو شرف و کرامت عطا کی وہ کسی اور مخلوق کے نصیبے میں نہیں، مگر اس عظمت و کرامت کی بقاء کے لئے چند ایک کڑی آزمائشیں اور شرائط بھی رکھیں۔ اگر انہیں پورا کیا جائے تو عظمت و وقار میں اضافہ ہوگا، اور ان پر پورا نہ اترنے کی صورت میں "اولئک کا لانعام بل ھم اضل" کے مصداق...... حیوانات و بہائم سے بدتر ہو جائے گا۔

ان شرائط و امتحانات میں، اپنے محسن سے محبت و مودّت کا پاس و لحاظ رکھنا، اس کے احکامات و فرمودات اور افعال و عادات کو بنظر استحسان دیکھنا شامل ہے۔ محبت و مودّت ایک ایسی وصف ہے کہ جب کسی کے دل میں سما جائے تو محبوب کی ہر ہر اداء کو اپنانے پر برانگیختہ کرتی ہے، اور بے عیب محبوب تو درکنار، عیوب کے ہوتے ہوئے بھی اسے ذاتِ محبوب میں کبھی کوئی عیب بھائی نہیں دیتا۔ بزرگوں کا فرمایا سچ ہے۔

"حبک الشی یعمی و یصم"

اور "ان المحب لمن یحب یطیع"

اگر دعویٰ محبت کے باوجود اطاعت گذاری اور مح

اداؤں پر نظر استحسان حاصل نہ ہو تو سمجھ لیجیے!

"محبت کی صداقت میں کچھ فرق ہے"

الحمد لله العظيم ! مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کے متبعین وہ جماعت ہیں، جن کو محبت و مودّت اور ادب واحترام کا وافر حصہ نصیب ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے محبوب عليه التحية و التسليم اور آپ کے خلفاء واصحابؓ کی ہر ہر اداء کو اپنانے کی مقدور بھر کوشش کرتے ہیں، اور فرمان رسول ﷺ " ما انا عليه واصحابى " کے صحیح معنوں میں مصداق ہیں۔

آقائے دو عالم ﷺ کی کیسی ہی اور کوئی ادا ہو، یا آپ ﷺ کے صحابہ کبارؓ واہل بیت اطہارؓ کی۔ ہر ایک کو عملی جامہ پہنا کر تقاضہائے محبت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ادب واحترام بجالانے میں، فرائض وواجبات تو اپنے مقام پر! کسی امر مندوب و مستحسن کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ امر مستحسن، اٹھتے بیٹھتے نذرانہ ء درود وسلام پڑھنے کا ہو یا پیارے نبی ﷺ یا آپ کے صحابہ کبار کی اوصاف جمیلہ پر مشتمل ترانہ نعت و منقبت کا۔ نام نامی اسم گرامی "محمد" پر انگوٹھے چومنے کا ہو یا صحابہ و اولیاء کے نام پر کلمہ ترضی ترحم [رضى الله عنه ، رحمه الله تعالى] کا۔ مواطنِ خیر میں سے کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

پیارے حبیب ﷺ نے امتِ مسلمہ کو ایک مسلمہ امر دیا ہے۔

"من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها"

کہ جس نے بھی کسی اچھائی کا اجراء کیا اسے اس عمل کا بھی اور دیگر عمل پیرا ہونے والوں کے اجر سے بھی اس کے نصیبے میں ہو گا۔

پاکانِ امت نے ایسے ہی مواطنِ خیر کے بے شمار مواقع فراہم کئے ہیں۔ جن کے ذریعے بندہ قربِ خداوندی اور قربِ رسول ﷺ کا حصول کر سکتا ہے۔

اذان و اقامت اور اس دوران کئے جانے والے باقی معمولات بھی عقیدت و احترام کے مظاہر کی ایک جھلک ہیں۔

"تقبیل ابھامین"

(دورانِ اذان و اقامت انگوٹھے چومنا)

بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ قرونِ اولیٰ سے امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے۔ ائمہ و فقہاء نے اس کے مستحسن ہونے کی صراحت فرمائی ہے تاہم جن میں "کج فہمی" ہو۔ وہ ایسے امورِ مستحسنہ پر اپنی بدگمانی و کج روی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "بدعت و عملِ سوء" کا فتویٰ دیتے ہی رہتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ سے جاری اس عملِ خیر پر کئی بدباطنوں نے جب

اپنی کجی کا مظاہرہ کیا، تو استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا **عبد الرزاق** چشتی بھترالوی مدظلہ سے استفتاء کی صورت میں سوال کیا، جس کا آپ نے مفصل جواب ارشاد فرمایا اور جواب کو صرف سوال کے مشمولات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ دیگر کئی گوشوں پر بھی اپنی صائب رائے کا اظہار فرمادیا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ کریم حضرت استاذ العلماء کو دینِ متین کی مزید خدمت مقبولہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین !

العبد الاحقر

حافظ محمد اسحاق ظفر

(خادم التدریس)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔پاکستان

10 - 10 - 1998

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان کی حقیقت کیا ہے؟ اور اذان واقامت کون کہے؟ نیز اذان واقامت میں کلمہ :

﴿اشهدان محمد رسول الله﴾

سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا کیسا ہے ؟ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب ارشاد فرمائیں ۔

حافظ محمد اعجاز شاہد۔ سرگودہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام علی سيد المرسلين محمد و آله و اصحابه اجمعين

اذان کا حکم !

پانچ وقت کی فرض نمازوں کے لئے اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے ۔ اذان کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو مطلع کیا

جائے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی نماز کے وقت کے شروع ہونے سے پہلے اذان کہنا جائز نہیں ۔ وقت سے پہلے اذان کہی جائے تو اسے لوٹا دیا جائے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی!

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لو ان اهل بلدة اجمعوا على ترك الاذان لقاتلتهم عليها ولو تركها واحد لضربته و حبسته" (مرقات ج ۲ ص ۱۳۹)

ترجمہ : اگر کسی شہر کے لوگ اذان کہنا چھوڑ دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا ۔ اور اگر کسی ایک نے اذان کہنی چھوڑ دی تو میں اسے ماروں گا اور قید کر لوں گا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہر سنت کے متعلق یہی فتویٰ ہے :

"لو ترك اهل بلدة سنة لقاتلتهم عليها ولو تركها واحد لضربته" (مرقات جلد ۲ ص ۱۳۹)

اگر کسی شہر کے تمام لوگ سنت کو ترک کر دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اور اگر کسی ایک نے سنت کو ترک کیا تو میں اسے ماروں گا۔

نماز کے بغیر اذان کہاں سنت !

(یعنی مستحب ہے)

چند مقامات جہاں اذان کہنا سنت ہے :

(۱) بچہ یا بچی پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے۔

(۲) غم کے وقت اذان کہی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ غمناک دیکھا تو فرمایا اے ابن ابی طالب میں تمہیں غمناک دیکھ رہا ہوں "فمر بعض اهلك يؤذن فی اذنك فانه درأ الهم" اس لئے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہیں بے شک یہ غم کو دور کرتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کا تجربہ کیا تو ایسے ہی پایا۔ یعنی واقعی غم دور ہو گیا۔

(۳) سوء خلق پر اذان کہی جائے۔ دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"من ساء خلقه من انسان او دابة فأذنوا فی اذنه"

انسانوں یا حیوانوں میں سے جو بد خلق ہو جائے اس کے کان میں اذان کہو،

"کل من روایة الیٰ علی رضی اللہ عنہ انه جربه فوجده کذالک"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس میں جو روایات ہیں، ان کا تجربہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو اسی کے مطابق پایا گیا ہے۔ (مرقاۃ ج۲ ص ۱۴۹)

خیال رہے کہ یہاں سنت سے مراد غیر مؤکدہ ہے جو درجہ استحباب میں ہے۔

اذان کی ابتداء

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد (نبوی) کی تعمیر جب مکمل ہو گئی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت کے متعلق کیسے لوگوں کو بتایا جائے تاکہ سب لوگ نماز کو باجماعت ادا کرنے کے لئے جمع ہو جائیں اسی پر کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجایا جائے۔ کسی نے کہا کہ آگ جلا کر لوگوں کو مطلع کیا جائے۔ لیکن بعض دوسرے حضرات نے مخالفت کی کہ آگ یہود جلاتے ہیں اور ناقوس نصاریٰ بجاتے ہیں اس لئے اگر ہم نے بھی ان کے مطابق ہی لوگوں کو مطلع کیا تو معلوم نہیں ہو گا کہ یہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے اطلاع دی جا رہی ہے یا مسلمانوں کی طرف سے؟

کسی بات پر معاملہ طے نہ ہوا مجلس برخاست ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے ناقوس

اٹھایا ہوا ہے وہ کہتے ہیں ، میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے ! یہ ناقوس تم بیچتے نہیں ہو؟ اس نے کہا تم کیا کرو گے ؟ تو میں نے کہا کہ میں اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا کروں گا۔

اس شخص نے کہا : کیا اس سے بہتر چیز کی میں تمہاری راہنمائی نہ کروں ؟ میں نے کہا ہاں ضرور بتائیں۔ اس نے کہا تم کہو !

اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ ، اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ

اشھد ان محمد رسول اللّٰہ ، اشھد ان محمد رسول اللّٰہ۔

حی علی الصلوۃ ، حی علی الصلوۃ۔

حی علی الفلاح ، حی علی الفلاح۔

اللّٰہ اکبر ،اللّٰہ اکبر۔

لا الہ الا اللّٰہ۔

اسی طرح اس شخص نے اقامت بھی خواب میں سکھائی۔ یعنی اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "قد قامت الصلوۃ" کہا۔

صبح انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے رات کو اس طرح خواب دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب ان شاء اللّٰہ حق ہے تم نے جو الفاظ سنے ہیں وہ بلالؓ کو بتاؤ تا کہ وہ انہیں بلند آواز سے ادا کریں۔ کیونکہ ان کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے

۔انہوں نے حضرت بلالؓ کو وہ الفاظ بتائے انہوں نے اذان دی۔جب حضرت عمرؓ نے اذان سنی تو وہ جلدی سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے حق سے ، میں نے بھی خواب میں یہی دیکھا ہے۔ اس ایک ہی رات کو گیارہ صحابہ کرام نے یہی خواب دیکھا تھا۔

تو اس کے بعد ہر نماز کے لئے اذان کہنے کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع ہو گیا۔

صبح کی اذان میں زیادتی :

حضرت ابو محذورہؓ کو نبی کریم ﷺ نے اذان سکھائی۔ اس میں آپ نے ان کو "حی علی الفلاح" تک الفاظ پڑھانے کے بعد فرمایا "فان کان صلوة الصبح قلت"۔ "الصلوة خیر من النوم ، الصلوة خیر من النوم" یعنی اگر صبح کی اذان ہو تو "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ۔ "الصلوة خیر من النوم"۔ کہو۔

(مرقاۃ، مشکوۃ باب الاذان)

اذان اور اقامت کے بعد تثویب :

"و استحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلها"۔

(مرقاۃ ج۲ ص ۱۵۳)

متاخرین علماء کرام فقہاء عظام نے تمام نمازوں کے لئے
تثویب کو اچھا سمجھا ہے۔ تثویب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان
پھر اعلان کیا جائے اس کے لئے الفاظ مقرر نہیں خواہ درود شریف پڑھ
لیا جائے، خواہ "الصلوة جامعة" کہہ لیا جائے، خواہ "قد قامت، قد
قامت" کہہ لیا جائے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اب نماز کا وقت
قریب ہے۔
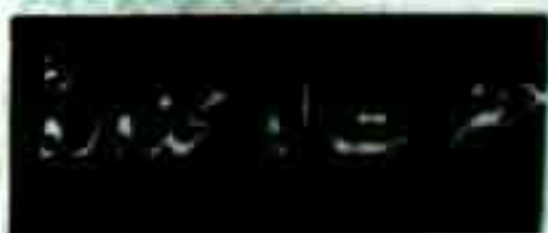
حضرت ابو محذورہ
کا ایمان لانا اور اذان کہنا :-

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چند لوگوں کے
ساتھ (تجارت کی غرض سے گھر سے) نکلا تھا کہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ کے
مؤذن سے ہم نے اذان سنی، ہم اذان اور اسلام سے روگردانی کرنے
والے تھے۔ ہم چلا چلا کر اذان کا مزاح اڑا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مجھے پکڑ کر آپ کے پاس لے گئے
آپ نے مجھے کہا تم اذان کہو، یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ سے اور اذان سے
بغض وعناد تھا۔ میں آپ کو بہت ناپسند کرتا تھا اور اذان کو بھی ناپسند کرتا
تھا لیکن میں نے آپ کے کہنے پر اذان کہی آپ نے میرے سر، سینہ پر
ناف تک ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی۔

"فذهب کل شیء کان لرسول اللہ ﷺ من کراهیة وعناد ذالك كله محبة لرسول اللہ ﷺ"

تو آپ کے متعلق جو مجھے بغض و عناد اور ناپسندیدگی تھی وہ سب ختم ہو گئی اور آپ کی محبت مجھے کامل طور پر حاصل ہو گئی۔

(ابن ماجہ کتاب الاذان)

ثبت هذا الامر بفيض امرار يد رسول اللہ ﷺ على الصدر و ببركة۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ)

ابو محذورہؓ کے دل سے اسلام اور اہل اسلام سے بغض و عناد اور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی کا نکل جانا، اور آپ سے محبت کا دل میں پیدا ہو جانا صرف اس وجہ سے ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینہ پر پھیرا تھا اسی کی برکت انہیں حاصل ہوئی۔

اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے:

و لعله عليه السلام كان يخرج من الحجرة بعد شروع المؤذن فی الاقامة و يدخل فی محراب المسجد عند قوله حی علی الصلوة و لذا قال ائمتنا و يقوم الامام و القوم عند حی علی الصلوة۔ (مرقاۃ ج۲ ص ۱۵۴)

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور آپ حی علی

الصلوۃ پر محراب میں پہنچے۔

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے کہا ہے: کہ امام اور قوم اقامت میں "حی علی الصلوۃ" کہنے پر اٹھیں۔ اصل اس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے:

"ولا تقوموا حتی ترونی"

تم اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے راقم نے ایک مستقل رسالہ "اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے" میں ذکر کیا ہے اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے۔

کیا دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟

اگر اذان کہنے والا ناپسند نہ کرے تو دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے اور اگر وہ دوسرے کے اقامت کہنے کو ناپسند کرے تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل میں ایک حدیث پاک اور اس کی شرح کو دیکھئے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

حضرت زید بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان کہی

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"ان اخاصداء قد اذن و من اذن فھو یقیم" (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

بے شک صدائی بھائی نے اذان کہی ہے جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"و عن ابی حنیفۃ لا یکرہ لما روی ان ابن ام مکتوم انما کان یؤذن و یقیم بلال و الحدیث محمول علی ما اذا لحقہ الوحشۃ باقامۃ غیرہ۔ (مرقات ج۲ ۱۵۵)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت کہے تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ کئی مرتبہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم اذان کہتے تھے اور حضرت بلال اقامت کہتے تھے البتہ یہ حدیث جس میں حضرت بلال کو منع کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اذان کہنے والا دوسرے کی اقامت کو ناپسند کرتا ہو تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہوگا۔

خیال رہے کہ ابن ام مکتوم کی اذان پر حضرت بلال کو اقامت سے نہ روکنا اور زید بن حارث صدائی کی اذان پر روکنا واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کے دلوں پر مطلع ہوتے آپ کو معلوم تھا کہ ابن مکتوم

کو پریشانی لاحق نہیں ہوتی لیکن صدائی اسے ناپسند کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی اقامت کہے۔ سبحان اللہ ! ایمان کامل ہو تو شان حبیب کبریا سمجھ آئے۔

اذان کہنے کی فضیلت :-

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ"

(مسلم، مشکوۃ باب فضل الاذان)

قیامت کے دن تمام لوگوں سے لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے۔

لمبی گردن سے مراد کئی وجہ ہیں۔

(۱) ان کے اذان کہنے کی وجہ سے اعمال کثیر ہوں گے کیونکہ ایک عربی محاورہ یہ ہے۔ "لفلان عنق من الخیر" فلاں شخص کو بھلائیوں کا ایک حصہ حاصل ہے۔ عنق (گردن) کا معنی اس جگہ حصہ، ٹکڑا لیا ہوا ہے۔

(۲) مؤذن حضرات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادہ امید ہو گی، یعنی جب لوگ پریشان ہوں گے کہ معلوم نہیں کیا حال ہو گا اس وقت مؤذنین خوش ہوں گے راحت میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے کہ ہمیں جنت میں داخل

ہونے کی اجازت مل جائے گی۔

جو شخص کسی چیز کی امید کرتا ہو وہ گردن کو بڑھا کر دیکھتا ہے۔ مؤذنین چونکہ گردن لمبی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے اس لئے حدیث شریف کا مطلب واضح ہوا کہ مؤذنین قیامت کے دن فی الواقع لمبی گردنوں والے ہوں گی۔

(۳) لمبی گردن کا مطلب 'اللہ تعالیٰ کا قرب ہے" کیونکہ لمبی گردن سے مراد لمبا قد لیا جاتا ہے لیکن قیامت کے دن لمبے قد سے مراد بلندی شان، رفعت منزلت، قرب خداوندی ہے۔

(۴) لمبی گردن سے مراد "پریشان، شرمندہ نہ ہونا" کیونکہ جو شخص اپنی کوتاہیوں غلطیوں کی وجہ سے پریشان اور شرمندہ ہو وہ سر نیچے کرلیتا ہے سر اٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن جسے کوئی شرمندگی نہ ہو وہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے گردن کو لمبا کر کے دیکھتا ہے ایسے ہی مؤذنین کو کسی سے عداوت نہیں ہوگی کیونکہ کبھی عداوت، ناپسندیدگی کی وجہ سے بھی کسی کو سر اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا، سر نیچے کیا جاتا ہے کہ مجھے یہ منحوس شکلیں نظر نہ آئیں، بدبخت، بدنما انسان میری نظر میں نہ آئیں، لیکن خلاف اس کے کسی سے محبت ہو کسی کو اچھا سمجھا جائے کسی کو نیک اور باوفا سمجھا جائے تو اس کو شوق و محبت سے سر اٹھا کر دیکھا جاتا ہے قیامت کے دن مؤذنین کے دل میں کسی کے خلاف کدورت نہیں پائی

جائے گی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو محبت سے گردن لمبی کر کے دیکھ رہے ہوں گے۔

۵ لمبی گردن سے مراد "مکروہ سے نجات" ہے۔ یعنی قیامت کے دن لوگ جب اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں شرابور ہوں گے، اس وقت مؤذنین اطمینان میں ہوں گے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ نہ ہی پسینے میں شرابور ہوں گے۔

۶ لمبی گردن سے مراد "سرداری کا حاصل ہونا" ہے کیونکہ اہل عرب عام طور پر رئیس اور سردار کو "طویل العنق" (لمبی گردن والا) کہہ لیتے ہیں۔ تو اب مطلب یہ ہوگا کہ مؤذنین کو اذان کی برکت اور کثرت ثواب کی وجہ سے سرداری حاصل ہوگی۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"لا یسمع مدی صوت المؤذن جن و لا انس و لا شیء الا شھد له یوم القیامة"۔ (بخاری، مشکوۃ)

مؤذن کی آواز کو جہاں تک جن، انسان اور ہر چیز جو بھی آواز سنیں گے وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیں گے۔

یعنی اس کی آواز جہاں تک جائے گی، وہاں تک ہر چیز اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گی کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ اذان کہتا رہا۔

یہ مؤذن کی بلندی شان پر دلالت ہو گی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”من اذن سبع سنین محتسبا کتب له برائة من النار“

(ترمذی ، ابوداؤد، ابن ماجہ ، مشکوٰۃ)

جس شخص نے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے سات سال اذان دی، اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزاد ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اذان دیتا ہے۔ ریا کاری (دکھلاوا) مقصود نہیں، اپنے آواز کی خوبصورتی کا مظاہرہ کرنا مقصود نہیں۔ حسن ادا کا اظہار مقصود نہیں تو ایسے شخص کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

مؤذن نیک صاحب علم ہو!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

”و لیؤذن لکم خیارکم“

تم میں سے جو بہترین وہ اذان کہیں۔

”فعلم ان المراد ان المستحب کون المؤذن عالما عاملا لان العالم الفاسق لیس من الخیار“ (مرقاۃ ج۲ ص۱۷۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ مؤذن صاحب علم باعمل ہو کیونکہ

صاحب علم ہو لیکن فاسق ہو وہ خیر (بہتر) نہیں ہو سکتا۔

واضح ہوا کہ صرف خوش آواز ہونا کافی نہیں، جبکہ خوش آواز بد عقیدہ ہو، فساد برپا کرنے والا ہو تو ایسے بدبخت سے نیک شخص ہزار درجہ اچھا ہو گا بے شک اس کی آواز اچھی نہ ہو حسن صورت سے حسن سیرت بہتر ہے، حسن صوت سے حسن عمل بہتر ہے ہاں اچھا عمل بھی ہو تقوی بھی ہو اچھی آواز بھی ہو تو یہ خوش قسمتی ہے۔

امامت اذان سے افضل:

نبی کریم ﷺ نے امامت فرمائی ہے، اس لئے امامت، اذان دینے سے افضل ہے۔ حبیب پاک علیہ التحیہ والثناء نے خود اذان دی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

ترمذی نے روایت ذکر کی ہے۔ "انه علیه السلام اذن فی سفر و صلی باصحابه "نبی کریم ﷺ نے سفر میں اذان دی اور اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

علامہ نووی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تاہم مسند احمد میں اسی واقعہ کے متعلق یہ ذکر ہے۔ " فامر بلالا فاذن "

آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان کہو۔

"فعلم ان فی روایة الترمذی اختصارا ، و ان معنی قوله اذن امر بلالا ، کما یقال اعطی الخلیفة العالم الفلانی کذا و انما

باشر العطاء غیرہ"۔
(شامی ج اولی ص ۲۹۵)

مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ ترمذی کی روایت میں اختصار ہے، ترمذی میں "لاذان" جو ذکر ہے اس کا معنی بھی یہی ہے کہ آپ نے حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی حاکم کسی عالم کو عطیہ دینے کا حکم اپنے عملہ میں سے کسی کو دے، لیکن وہاں لفظ یہ ذکر کر دیئے جاتے ہیں۔

"اعطی الخلیفة العالم الفلانی کذا"

جس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ حاکم نے فلاں عالم کو اس طرح عطیہ دیا۔ حالانکہ حقیقت میں کسی اور کو حکم دیا جاتا ہے کہ تو دے دے۔

اسی وجہ سے بعض حضرات نے کہا ہے۔

" الاحسن للامام ان یفوض الاذان و الاقامة غیرہ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یباشر الاذان و الاقامة بنفسه" (عنایۃ)

بہتر یہ ہے کہ امام کسی اور کو اذان اور اقامت کہنے کی ذمہ داری سپرد کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود اذان اور اقامت نہیں کہی۔

لیکن یہ بھی خیال رہے کہ امام اذان کہنے کو اپنے لئے باعث ثواب سمجھے نہ کہ باعث عار کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کہنے کی تمنا کی کہ اگر مجھ پر امور خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں خود ہمیشہ اذان کہنے کی ذمہ داری لے لیتا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اذان کہی اور خود ہی امامت کرائی۔

عورت کا اذان کہنا منع ہے۔

"و يكره ان تؤذن المرأة معناه يستحب ان يعاد ليقع على وجه السنة لانها ان رفعت صوتها فقد باشرت منكرا لان صوتها عورة و ان لم ترفع فقد اخلت بالاعلام الذى هو المقصود فيعاد اذانها ندبا" (ازہدایہ مع کفایہ)

عورت کا اذان کہنا مکروہ ہے، سنت کے خلاف ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس اذان کو لوٹانا مستحب ہے تاکہ وہ اذان سنت کے مطابق ادا ہو جائے، اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ عورت اگر بلند آواز سے اذان دے تو وہ ناجائز کام کی مرتکب ہوگی کیونکہ عورت کی آواز میں پردہ ہے وہ بلند آواز سے یا سریلی آواز سے کسی قسم کا کلام نہیں کر سکتی۔ جسے اجنبی مرد سن لیں، ہاں البتہ پردہ سے آہستہ آواز میں کسی سوال کا جواب دے سکتی،

اور اگر عورت نے آہستہ آہستہ آواز میں اذان دی تو سنت کے خلاف ہوگی، کیونکہ اذان بلند آواز سے ہی کہنا مسنون ہے۔

مقام تعجب بلکہ مقام افسوس ہے کہ آج نام نہاد مسلمان عورتیں مردوں کی محافل میں بلند آواز سے تقاریر کر کے حرام کام کی مرتکب ہو رہی ہیں جاہل لوگ انہیں اپنا مسیحا سمجھ بیٹھے ہیں۔

☆☆☆☆☆
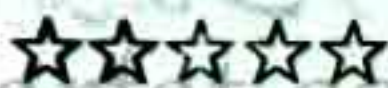
اذان باوضوء ہو کر دی جائے!

و ینبغی ان یؤذن و یقیم علی طہر۔ (ہدایہ)

مستحب یہ ہے کہ اذان اور اقامت باوضوء کہی جائیں اگر بے وضوء اذان دی جائے تو جائز ہے۔ لیکن مستحب کو بلاوجہ چھوڑنا یا مستحب کے خلاف عادت بنالینا بھی کوئی اچھا طریقہ نہیں۔ اس لئے بے وضوء اذان دینے کی عادت نہ بنائی جائے۔

نابالغ لڑکے کا اذان کہنا

" اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھة فی ظاھر الروایة و لکن اذان البالغ افضل "۔ (عالمگیری ج اول ص ۵۴)

نابالغ لڑکا اگر وقت کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کا اذان کہنا بغیر کسی کراہیت کے صحیح ہے لیکن افضل (بہتر) یہ ہے کہ بالغ آدمی اذان کہے۔

مسئلہ :- مسجد میں بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :- مسجد میں جب اذان ہو جائے تو اسی محلّہ میں کسی گھر نماز ادا کرنی ہو تو جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی مستحب یہ ہے کہ اذان کہہ لی جائے۔ ہاں اگر محلّہ کی مسجد میں ہی اذان نہیں دی گئی تو گھر میں جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہنا سنت کے خلاف ہوگا۔

مسئلہ :- اذان اور اقامت میں اتنا وقت دیا جائے کہ نمازی حضرات آرام سے استنجاء اور وضوء کر کے جماعت میں مل سکیں لیکن مغرب کی اذان کے بعد صرف تین آیتیں پڑھنے کی مقدار وقفہ کیا جائے۔

کانوں میں انگلیوں کا حکم :

مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی شہادت انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرے تا کہ آواز کو بلند کر سکے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا۔

"اجعل اصبعيك فی اذنك فانه ارفع لصوتك"۔

اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرو کیونکہ اس سے تمہاری آواز بلند ہو گی۔

اور اگر ہاتھوں کو کانوں پر رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

"لان ابا محذورة رضی الله عنه ضم اصابعه الاربعة و وضعها علی اذنيه"۔ اس لئے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی چار انگلیوں کو ملا کر اپنے کانوں پر رکھتے تھے۔

اصل میں مقصد آواز کو بلند کرنا ہے جو دونوں صورتوں میں حاصل ہو سکتا ہے۔

خیال رہے کہ آواز کو بقدر طاقت بلند کیا جائے طاقت سے زائد آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔ (شامی، عالمگیری)

اگر چہ اب لاؤڈ سپیکر ہو گئے ہیں لیکن کانوں میں انگلیوں کا کرنا اپنی جگہ پر مستحب ہے۔ البتہ پہلے جو بلند جگہ پر اذان کہی جاتی تھی اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔

ابن سعد نے ام زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کہتی ہیں میرا مکان بنسبت دوسرے مکانوں کے بلند تھا۔ اس لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس میرے مکان کی چھت پر اذان کہتے تھے، لیکن جب نبی کریم ﷺ نے مسجد (نبوی) کی تعمیر فرمائی تو مسجد کے چھت پر کچھ بلند حصہ اذان کے لئے بنادیا، پھر اس پر اذان کہی جاتی رہی۔

(شامی ج ۱ ص ۲۸۵)

اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے

" التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیها مرتین و هو بدعة حسنة "(درمختار)

اذان کے ساتھ صلوۃ و سلام کی ابتداء سات سو اکیاسی، سن ہجری میں پیر کی رات کو عشاء کی اذان کے ساتھ ہوئی پھر جمعہ کو بھی پڑھنا شروع ہوا پھر دس سال کے بعد تمام اذانوں میں سوائے مغرب کے پڑھا جاتا رہا۔ پھر مغرب کے ساتھ بھی دو مرتبہ پڑھنا شروع ہوا۔

" و الصواب انها بدعة حسنة "

درست قول یہ ہے کہ اذان کے ساتھ دورد شریف پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔ یعنی مستحب ہے کیونکہ اس پر احادیث سے ثابت شرعی ضابطہ موجود ہے۔

" ما راہ المومنون حسنا فھو حسن "

جس کو مومن اچھا کام سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔

(از شامی ج اص ۲۸۷)

میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ہی یہ ہے " **اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے** "۔ **جامعہ رضویہ ضیاء العلوم** کے طلباء کرام میں سے ایک کلاس نے چھپوایا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے ۔

اذان کے بعد دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی۔

" اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلوۃ القائمۃ آت محمد الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمودا الذی و عدتہ "

پس قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی، (یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا)

بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"انك لا تخلف الميعاد" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

مسند ابی یعلی میں ابو امامہ سے ایک روایت میں اذان کے بعد اس دعاء کا ذکر ہے۔

" اللهم رب هذه الدعوة الحق المستجابة المستجاب لها دعوة الحق وكلمة التقوى احينا عليها و امتنا عليها و ابعثنا عليها و اجعلنا من خيار اهلها محيانا و مماتنا" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

طبرانی نے اوسط میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ذکر کیا ہے۔ جو شخص اذان سن کر یہ دعاء کرے اس کی دعاء کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ وہ دعاء یہ ہے......

" اللهم رب هذه الدعوة القائمة و الصلوة النافعة صل على محمد و ارض عنى رضا لاسخط بعده"

(فتح القدیر ج اول ص ۲۱۸)

طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گی وہ دعاء یہ ہے......

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمدا عبده ورسوله اللهم صل على محمد و بلغه درجة

الوسیلة عندك و اجعلنا فی شفاعته یوم القیامة"

(فتح القدیر جلد اول ص ۲۱۸)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ذکر کیا ہے۔

" و الحدیث فی هذا الباب کثیر و القصد الحث علی الخیر" (فتح القدیر ج اول، ص ۲۱۸)

اذان کے بعد دعاء کے متعلق کثیر احادیث ہیں۔ مقصد ان کا مومنوں کو نیکیوں پر ابھارنا ہے۔

فائدہ :

ابھی تک جو بحث ذکر کی ہے اس سے واضح ہوا کہ اذان کے بعد دعا کے آخر میں جو یہ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔" و ارزقنا شفاعته یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد " یہ حدیث کے مطابق ہیں کیونکہ طبرانی اوسط میں مذکور ہے۔" و اجعلنا فی شفاعته یوم القیامة" ان الفاظ کا اور " و ارزقنا شفاعته یوم القیامة" کا معنی ایک ہے۔ اور بیہقی میں " انك لا تخلف المیعاد " الفاظ مبارکہ مذکور ہیں۔

ہاں البتہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے منکرین کو یہ الفاظ پڑھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔وہ خود بیشک نہ پڑھیں۔ لیکن دوسروں کے پڑھنے سے نہ پریشان ہوں بہتر یہ ہے کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنی جہالت کو دور کریں۔

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا

"عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بھا عشرا"

(مسلم، مشکوۃ باب الاذان)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو، جیسے وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھو، جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر دس دس رحمتیں بھیجتے ہیں بلکہ بعض روایات میں اس سے بھی زیادہ رحمتیں بھیجنے کا ذکر ہے

فائدہ :

" فما یفعلہ المؤذنون الآن عقب الاذن من الاعلان بالصلوۃ و السلام مرارا اصلہ سنۃ " (مرقاۃ ج۲، ص۱۶۱)

اذان کے بعد مؤذنین جو بلند سے آواز سے کئی مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں اس کا ثبوت بھی حدیث پاک سے حاصل ہو گیا۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کی قبولیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"لا یرد الدعاء بین الاذان و الاقامة"

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ باب الاذان)

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء

صحابہ کرام نے سوال کیا یا رسول اللہ ہم کیا دعاء کیا کریں ؟ آپ نے فرمایا۔

"سلوا اللہ العافیة فی الدنیا و الآخرة"

(مرقاۃ ج ۲، ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔

اذان اور اقامت میں فرق

اقامت میں " حی علی الفلاح " کے بعد دو مرتبہ " قد قامت الصلوۃ " کہا جائے ، اذان میں یہ الفاظ نہیں پڑھے جاتے۔ اذان میں صرف " اللہ اکبر ، اللہ اکبر "بغیر وقفہ کے ادا کئے جاتے ہیں۔ باقی تمام کلمات دو دو مرتبہ ادا ہونے والوں میں وقفہ ہوتا ہے۔ یعنی " اشھد ان لا الہ الا اللہ "ادا کر کے سانس توڑ کر پھر دوسری مرتبہ یہی الفاظ ادا کرے ، لیکن اقامت دو دو کلمہ ایک ساتھ ادا ہوتے ہیں۔

اذان میں کانوں میں انگلیاں کی جاتی ہے، لیکن اقامت میں نہیں۔

اذان بغیر وضوء کے مکروہ نہیں اگرچہ استحباب کے خلاف ہے لیکن اقامت بغیر وضوء کے مکروہ ہے۔

اذان میں " حی علی الصلوۃ " پر منہ دائیں طرف پھیرا جاتا ہے، اور " حی علی الفلاح " میں بائیں طرف لیکن اقامت میں منہ کو پھیرنا مسنون نہیں۔

خیال رہے کہ اقامت میں منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرنا منع بھی نہیں بلکہ وسیع مقام میں منہ پھیرنا اچھا ہے

و یحول فی الاقامة اذا کان المکان متسعا و هو اعدل الاقوال کما فی النهر۔ (طحطاوی ص ۱۰۷)

النہر الفائق میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب نماز پڑھنے والا مقام وسیع ہو تو اقامت میں بھی منہ کو دائیں اور بائیں جانب پھیرے، یہ قول معتبر ہے۔

اذان کا جواب دینا

عن عبد الله بن عمرو قال رجل یا رسول ان المؤذنین یفضلوننا فقال رسول الله ﷺ قل کما یقولون فاذا انتهیت فسل تعط۔ (ابو داؤد مشکوۃ باب الاذان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مؤذنین کو ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ (یعنی اذان کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ فضیلت اور ثواب حاصل کر لیتے ہیں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی وہی کلمات کہو جو وہ (مؤذنین) کہہ رہے ہوں، جب تم جواب مکمل کر لو تو سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

یعنی جب تم اذان کا جواب مکمل کر لو گے تو اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرو گے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا یعنی اذان کا جواب دینا دعاء کی قبولیت کی علامت ہے۔

☆ حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ۔میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب مؤذن نے "حی علی الصلوۃ" پڑھا تو انہوں نے اس کے جواب میں۔ " لا حول و لا قوۃ الا باللہ " کہا اسی طرح جب مؤذن نے۔ "حی علی الفلاح " کہا تو آپ نے اس کے جواب میں بھی "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" کہا۔ اس کے بعد والے الفاظ وہی ادا کیے جو مؤذن نے ادا کیے۔

پھر حضرت معاویہ نے کہا

"سمعت رسول اللہ ﷺ قال ذلك"

(مسند احمد، مشکوۃ باب الاذان)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے، یعنی آپ نے اذان کا جواب اسی طرح دیا۔
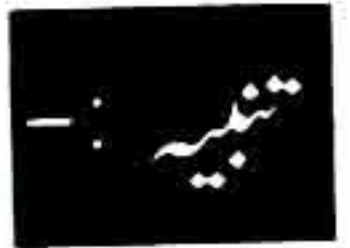
تنبیہ :-

مسند ابی یعلی میں ہے۔

" فلیتحین المنادی اذا اکبر کبر و اذا تشهد تشهد و اذا قال حی علی الصلوة قال حی علی الصلوة و اذا قال حی علی الفلاح قال حی علی الفلاح ۔ (مرقاۃ ج ۲، ص ۱۶۲)

اذان کہنے والا جب اذان میں تکبیر کہے سننے والا تکبیر کہے۔ (یعنی اللہ اکبر کا جواب اللہ اکبر سے دے) اور جب اذان دینے والا شہادت کے کلمات ادا کرے تو سننے والا بھی شہادت کے الفاظ ادا کرے۔ (یعنی" اشهد ان لا اله الا الله "کے جواب میں" اشهد ان لا اله الا الله "کہے اور "اشهد ان محمدا رسول الله "کے جواب میں "اشهد ان محمدا رسول الله " کہے اور جب اذان دینے والا " حی علی الصلوة " کہے تو سننے والا " حی علی الصلوة " کہے اور جب اذان دینے والا " حی علی الفلاح " کہے تو سننے والا " حی علی الفلاح " کہے۔

روایات کے اختلاف کے پیش نظر راقم دونوں رویات پر عمل کرتا ہے۔ کہ " حی علی الصلوة " کے جواب میں " حی علی الصلوة "اور "لا حول لا قوة الا بالله "اور " حی علی الفلاح " کے جواب میں " حی علی الفلاح "اور "لا حول ولا قوة الا بالله " پڑھتا ہے یعنی دونوں کلمات کا جواب دونوں روایتوں کے مطابق جمع کر

کے ادا کرنا راقم کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

اقامت میں " قد قامت الصلوۃ " کے جواب میں " اقامها الله و ادامها " کہے۔

☆ حضرت ابی امامہ اور دوسرے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے۔ کہ حضرت بلال نے جب اقامت کہنی شروع کی اور انہوں نے جب " قد قامت الصلوۃ " کہا تو رسول اللہ ﷺ نے " اقامها الله و ادامها " اس کے جواب میں کہا۔ (ابو داؤد، مشکوۃ باب الاذان)

☆ " الصلوة خير من النوم " کے جواب میں " صدقت و بررت " کہے۔ (فتح القدیر جلد اول، ص ۲۱۷)

فائدہ :-

اذان کا جواب عمل سے دینا واجب ہے اور قول سے یعنی زبانی جواب دینا مستحب ہے۔

" و قول الحلوانی الاجابة بالقدم فلو اجاب باللسان وُ لم يمش لا يكون مجيبا و لو كان فى المسجد فليس عليه ان يجيب باللسان حاصله نفى وجوب الاجابة باللسان وبه صرح جماعة و انه مستحب قالوا ان قال قال الثواب الموعود و الا لم ينل اما انه ياثم او يكره فلا و فى

التجنيس لا يكره الكلام عند الاذان بالاجماع "

(فتح القدیر جلد اول، ص ۲۱۷)

حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اذان سن کر نماز کے لئے چلنا واجب ہے، اگر صرف زبان سے اذان کا جواب دے دیا اور نماز کے لئے نہ چلا تو گویا کہ اس نے اذان کا جواب نہیں دیا۔ اور اگر ایک شخص مسجد میں تھا اس نے زبان سے جواب دیا تو واجب کا تارک نہیں ہوا، کیونکہ اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے اگر زبان سے جواب دیا ہے، تو خاص ثواب حاصل کرلے گا اور اگر جواب نہ دیا تو ثواب سے محروم ہوگا اگرچہ گنہگار نہیں ہوگا اور مکروہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔ تجنیس میں یہ مذکور ہے کہ دوران اذان کلام کرنا مکروہ نہیں۔ اس میں اجماع امت ہے۔

لیکن خیال رہے کہ اذان غور سے سننا اور کلام نہ کرنا ادب کا مقام ہے۔

دوڑ کر جماعت سے نہ ملے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

" اذا اقيمت الصلوة فلا تاتوها تسعون وأتوها تمشون و عليكم السكينة فما ادركتم فصلوا و ما فاتكم فاتموا ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب الاذان)

جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو دوڑ کر جماعت میں نہ ملو! بلکہ آرام سے چل کر آؤ۔ تم پر آرام سے چل کر آنا لازم ہے۔ جتنی نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے وہ خود مکمل کر لو۔

والأظهر الاسراع مع السكينة دون العدو احرازا للفضيلتين ولقوله تعالىٰ وسارعوا إلى مغفرة من ربكم"

(مرقاۃ ج۲ ص۱۸۰)

یعنی دوڑ کر جماعت کو حاصل کرنا منع ہے۔ بعض حضرات نے اس کی وجہ مسجد کا احترام بیان کیا ہے۔ البتہ بغیر دوڑنے کے تیز چل کر جماعت سے ملنا بہتر ہے، تا کہ دونوں فضیلتوں (جماعت سے ملنا اور نیکی کی طرف جلدی چلنا) کو پالے۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

"وسارعوا الى مغفرة من ربكم"

اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی چلو۔

☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنا!

نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا شہادت کی انگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے، جس کے جائز ہونے بلکہ مستحب ہونے پر تفاسیر اور فقہ میں کثیر دلائل قائم کیے گئے ہیں۔

شرعی ضابطہ:

ان الاباحة اصل فی الاشیاء ثم بعث نبینا علیه السلام فبین الاشیاء المحرمة و بقی ما سواها حلالا مباحا ۔(نورالانوار مع قمرالاقمار)

تمام اشیاء میں اصل لباحت (جواز) ہے نبی اکرم ﷺ جب تشریف لائے، تو آپ نے حرام اشیاء کو بیان فرمایا، اور جن اشیاء کی حرمت کو آپ نے بیان نہیں فرمایا، وہ اپنے اصلی حال پر جائز ہیں۔

دوسرا ضابطہ:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهة اذ لا بدلها من دلیل خاص ۔ (شامی)

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ مکروہ ثابت کرنے کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے خیال رہے کہ اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے شامی کی آنے والی عبارت سے یہ واضح ہے۔

تیسرا ضابطہ :

و مستحبة و يسمى مندوبا و ادبا و فضيلة و نفلا و تطوعا وهو ما فعله النبى ﷺ مرة و تركه اخرى و ما احبه السلف

(در مختار)

مستحب ، مندوب، ادب فضیلت ، نفل اور تطوع ایک چیز ہی کے نام ہیں۔ مستحب وہ ہے کہ جس کو نبی اکرم ﷺ نے کبھی کیا ہو۔ اور کبھی چھوڑا ہو یا سلف صالحین یعنی بزرگان دین نے اسے محبوب سمجھا ہو، بلکہ علامہ شامی نے مزید یہ لکھا ہے۔ **و ان لم يفعله بعد ما رغب فيه** نبی اکرم ﷺ نے ایک کام کو پسند فرمایا ہو، اور اسے خود نہ کیا ہو۔ وہ بھی مستحب ہے۔ بلکہ یہ تعریف زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ علامہ شامی فرماتے ہیں......

و قد يطلق عليه اسم السنة و صرح القهستانى بانه دون سنن الزوائد.

بعض حضرات کے نزدیک مستحب پر سنت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے، لیکن علامہ قہستانی نے تصریح فرمائی۔ کہ مستحب سنت غیر مؤکدہ سے کم درجہ ہے۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ نبی اکرم ﷺ کے ان افعال کو کہا جائے گا، جو آپ نے کبھی کبھی کئے ہوں یا عادتاً کئے ہوں عبادتاً نہیں جیسے لباس وغیرہ لیکن مستحب کے لئے تو نبی اکرم ﷺ کا عمل کرنا

ضروری ہی نہیں، بلکہ آپ نے صرف پسند فرمایا ہو یا سلف صالحین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ مستحب ہے۔

مستحب کا حکم :

و حکمه الثواب علی الفعل و عدم اللوم علی الترك۔

(شامی)

مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔اور چھوڑنے پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔

انگوٹھے چومنا مستحب (باعث ثواب)

اذان میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اقوال فقہاء کرام اور مفسرین کرام سے ثابت ہے، اس پر صحابہ کرام کا عمل رہا ہے۔اس لئے مستحب یعنی باعث ثواب ہے، اگر بالفرض اور کوئی دلیل نہ ہوتی، تو پھر بھی جواز ثابت ہوتا، کیونکہ جب تک کسی شرعی دلیل سے ممانعت نہ پائی جائے، کسی فعل کو مکروہ تنزیہی ثابت کرنا بھی ممکن نہیں، کیوں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اب چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

۱۔ علامہ شامی ردالمختار باب الاذان میں فرماتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله

علیك یا رسول و عند الثانیة منها قرت عینی بك یا رسول اللّٰہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھا مین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد قھتسانی و نحوہ فی الفتاویٰ الصوفیة و فی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابھامیه عند سماع اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ فی الاذان انا قائدہ و مدخله فی صفوف الجنة و تمامه فی حواشی البحر اللرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی وذکر ذالك الجراحی و اطال ثم قال و لم یصح فی المرفوع من کل ھذا الشئ۔

پہلی مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر مستحب یہ ہے صلی اللّٰہ علیك یا رسول کہا جائے، اور دوسری مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر قرت عینی بک یا رسول کہا جائے، پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو نبی اکرم ﷺ اس شخص کے لئے جنت کے قائد ہونگے کنز العباد میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے، قہستانی اور اس کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں اور کتاب الفردوس میں ہے۔ اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ کو سن کر جس شخص نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی مکمل بحث سخاوی کے مقاصد حسنہ سے رملی نے حواشی بحر میں نقل کی ہے جراحی نے اس پر طویل بحث کی پھر کہا ہے اس میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں۔

۲۔ طحطاوی باب الاذان میں ہے۔

ذکر القهستانی عن کنز العباد یستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلی الله علیك یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرت عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه فانه ﷺ یکون قائد الہ فی الجنة و ذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی الله عنه مرفوعا من مسح العینین بباطن انملة السبابتین بعد تقبلیهما عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله وقال اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا و باسلام دیناو بمحمد ﷺ نبیا حلت له شفاعتی اه کذا روی من الخضر علیه السلام و بمثله یعمل فی الفضائل۔

قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادتوں میں سے پہلی شہادت کے سننے پر مستحب یہ ہے کہ سننے والا صلی الله علیک یا رسول الله پڑھے اور دوسری شہادت کے سننے پر کہے قرة عینی بک یا رسول الله اور انگوٹھوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللهم متعنی بالسمع و البصر بے شک نبی کریم ﷺ جنت میں اس کے قائد ہونگے دیلمی نے فردوس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جس شخص نے مؤذن سے شہادت سنکر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کو چوم کر

آنکھوں پر لگایا اور یہ پڑھا اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضیت بالله ربا و باسلام دینا وبمحمد ﷺ نبیا ۔(حضور فرماتے ہیں) اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گی۔ اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام کا اس پر عمل ہونا روایت کیا گیا ہے اس قسم کی احادیث (ضعاف) فضائل میں معتبر ہیں۔

شامی اور طحطاوی میں لفظ قرت ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ماضی مقام دعا میں بمعنی استقبال ہوتی ہے۔ البتہ استقبال کی جگہ ماضی کو کیوں استعمال کیا جاتا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک گمان کرتے ہوئے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے اب مطلب یہ ہو گا کہ یارسول اللہ آپ کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے البتہ مجھے اس دعا کی قبولیت کی اتنی قوی امید ہے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے پھر نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے دعا کرنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ آپ دعاؤں کو سنتے ہیں اور اپنے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ ایزدی میں مقام قبولیت تک پہنچاتے ہیں تاہم اعلیٰ حضرت کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں کئی مقام پر قرۃ عینی (میری آنکھوں کی ٹھنڈک) کے الفاظ مذکور ہیں جو بعد میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۴۹ میں ہے۔

و فی قصص الانبیاء و غیر ھا ان آدم علیه السلام اشتاق الی لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی اللّٰہ تعالیٰ الیه ھو من صلبك و یظھر فی آخر الزمان فسال لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی اللّٰہ تعالیٰ الیه فجعل اللّٰہ النور المحمدی فی اصبعه المسبحه فلذالك سمیت تلك الاصبع المسبحة من یده الیمنی فسبح ذالك النور فلذالك سمیت تلك الاصبع مسبحة کما فی الروض الفائق او اظھر اللّٰہ تعالیٰ جمال حبه فی صفاء ظفری ابھامیه مثل المراة فقبل اسم آدم ظفری ابھامیه و مسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی ﷺ بھذه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیه و مسح علی عینیه لم یعم ابداً۔

قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہے کہ بے شک آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے تو نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی، وہ تو آپ کی پشت میں موجود ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہونگے آپ جب جنت میں تھے تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے دعا کی پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی آپ کے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں رکھ دیا ہے وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اس وجہ سے شہادت کی انگلی کا نام مسبحہ (تسبیح پڑھنے والی) رکھا گیا الروض الفائق میں اسی طرح مذکور ہے یا اللہ تعالیٰ

نے اپنے حبیب ﷺ کے جمال کو آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں رکھا جیسے آئینہ، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اسے دیکھ کر ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا پھر آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ عمل دلیل بن گیا جبرائیل نے جب نبی کریم ﷺ کو اس واقع کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جس شخص نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا وہ کبھی نابینا نہیں ہوگا۔

۴۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے منیر العینین میں ذکر فرمایا کہ حضرت امام سخاوی المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبلیهما عند سماع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد ﷺ نبيا نكره الديلمى فى الفردوس من حديث ابى بكرالصديق رضى الله عنه انه لما سمع قوله المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا و قبل باطن الانملتين السبابتين و مسح عينيه فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خليلى فقد حلت عليه شفاعتى ولا يصح

مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول کے الفاظ مبارک سن کر شہادت انگلیوں کے پورے اندرونی جانب سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد ان محمد عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد ﷺ نبيا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس

میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک جب آپ نے مؤذن سے اشھد ان محمدا رسول اللہ سنا تو یہ دعا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے پڑھی اور اپنی سعادت انگلیوں کے پورے اندرونی جانب چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایسے کیا جس طرح میرے دوست (یار غار) نے کیا ہے۔ اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گی یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں درجہ صحت پر نہیں پہنچی۔

۵۔ پھر حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (بحوالہ منیر العینین)

و حکی شمس الدین محمد بن صالح المدنی امامها و خطیبها فی تاریخه عن المجد احد القدماء من المصریین انه سمعه یقول من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکر فی الاذان و جمع اصبعیه المسبحة و الابهامین وقبلهما و مسح بهما عینیه لم یرمد ابداً۔

شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام طیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے جو کہ سلف صالحین میں سے تھے۔ نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر شہادت کی انگلی اور انگوٹھوں کو اجتماعی طور پر چوم کر آنکھوں پر لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

۶۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح و سمعت ذالك ايضاً من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شيوخ العراق و العجم و انه يقول عند ما يمسح عينيه صلى الله عليه ياسيدی يا رسول الله يا حبيب قلبی و يا نور بصری و يا قرة عيني و قال لی كل منهما منذ فعلته لم ترمد عيني.

ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا جنہوں نے بعض مشائخ عراق و عجم سے روایت کیا وہ آنکھوں پر (انگوٹھے چوم کر) مس کرتے وقت یہ ورد پڑھتے صلی اللہ علیک یاسیدی یارسول اللہ یاحبیب قلبی ویانور بصری ویاقرۃ عینی ابن صالح فرماتے ہیں جن سے ان دونوں حضرات یعنی شیخ مجد اور فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا اس وقت سے میں یہ عمل کرتا ہوں میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

۷۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح وانا و الله والحمد و الشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عينی وارجوان عافيتهما تدوم و انی اسلم من العمی انشاء الله تعالیٰ.

ابن صالح فرماتے ہیں اللہ کا حمد و شکر ہے جب سے میں نے سنا اس وقت سے میں یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہوں۔ میری آنکھیں

آج تک نہیں دکھیں۔ اور میں ہمیشہ ان کی عافیت کی امید رکھتا ہوں اور میں انشاء اللہ اندھا ہونے سے محفوظ رہوں گا۔

۸۔ پھر امام سخاوی نے فرمایا۔ (بحوالہ منیر العین)

قال و روی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبر فی الفقیه العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن علی جده و علیه الصلوة و السلام انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد الله صلی اللہ علیہ وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلها علی عینیه لم یعم و لم یرمد۔

یعنی یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہ عال ابو الحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الرحیم وعلیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشھد ان محمدا رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا اور نہ آشوب چشم میں مبتلا ہوگا۔

۹۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (بحوالہ منیر العین)

و قاص الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر

البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمته الشهادة ظفری ابهامیه و مسحهما علی عینیه و قال عند المس اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله ﷺ و نورهما لم یعم۔

طاؤسی فرماتے ہیں۔ انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے اللھم احفظ حدقتی و نورھما ببرکته حدقتی محمد رسول الله ﷺ و نورھما وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

۱۰۔ شرح نقایہ میں ہے۔(بحوالہ منیر العین)

و اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانیه صلی الله تعالیٰ علیه یا رسول الله و عند الثانیة منهما قرة عینی بك یا رسول ثم یقال اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون له قائدا الی الجنة کذا فی کنز العباد۔

یقیناً جان لو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمدا رسول اللہ سنے تو صلی علیہ یا رسول اللہ پڑھے، اور دوسری بار قرة عینی بک یا رسول اللہ پڑھے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھ کر پڑھے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو نبی کریم ﷺ اسے اپنے

پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنزالعباد میں ہے۔

۱۱۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین" مصری ۲۴۷ میں ہے، (بحوالہ جاءالحق)

ثم یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم و لم یرمد ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا اور اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

۱۲۔ مذہب مالکی کی مشہور کتاب "کفایۃ الطالب الربانی" مصری جلد اول ۱۲۹ میں طویل بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں، (بحوالہ جاءالحق)

ثم یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم و لم یرمد ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔

۱۳۔ حاشیہ جلالین میں ہے۔

جلالین شریف یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا پر حاشیہ میں طویل بحث کی گئی ہے ابتداء میں وہ عبارت درج ہے جو شامی کے حوالے سے نقل کی جاچکی ہے اس کے بعد یہ عبارت نقل کی گئی ہے

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللّٰہ درجة در قوت قلوب روایت کرده از ابن عینیه که حضرت پیغمبر علیه السلام بمسجد درآمدو ابو بکر رضی اللّٰه عنه ظفرابهامین چشم خودر امسح کرده وگفت قرة عینی بك یا رسول اللّٰه و چوں بلال رضی اللّٰه عنه از اذاں فراغتی روی نمود حضرت رسول اللّٰه ﷺ فرمود که ابا بکر ہر که بگوید آنچه تو گفتی از روی شوق بلقای من و بکند آنچه تو گردی خدای در گذرد گناہاں وی را آنچه نودکهنے خطا و عمد نہاں وآشکار۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی اللّٰہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے آپ نے قوت قلوب کتاب میں ابن عینیہ سے روایت نقل فرمائی کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے (اذان میں کلمہ شہادت سن کر) اپنے دونوں ہاتھ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا اور کہاقرة عینی بك یارسول اللّٰه جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو تم نے میری ملاقات کے شوق پر پڑھا اور جو تم نے عمل کیا اسطرح جو شخص بھی پڑھے گا اور ایسا ہی عمل کرے گا اس کے نئے اور پرانے، خطا اور عمداً ظاہر وباطن گناہ اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

حاشیہ جلالین میں اس کے بعد:

ان لوگوں کا قول نقل کیا جو کراہت کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے

و یکرہ تقبیل الظفرین ووضعهما علی العینین لانه لم یرد فیه و الذی ورد فیه لیس بصحیح۔

انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں جو وارد ہے وہ صحیح نہیں۔

مکروہ ثابت کرنے کی جاہلانہ کوشش :

حیقیت یہ ہے کہ یا تو یہ لوگ محدثین کرام کی اصطلاحوں سے بے خبر ہیں اور یا عوام الناس کو راہ حق سے پھیرنے کی مذموم کوشش ہے مکروہ ثابت کرنے والے چار وجہ سے غلطی کا شکار ہیں۔

پہلی وجہ :

علامہ شامی نے لایصح کے الفاظ تحریر کیے کہ انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں درجہ صحت کو نہیں لیکن کچھ لوگوں نے کم علمی کی وجہ سے لایصح کو اردو محاورہ پر استعمال کیا ہے کہ کوئی حدیث اس مسئلہ میں صحیح نہیں بلکہ غلط، باطل اور من گھڑت ہے حالانکہ یہ مطلب لینا جہالت اور ناانصافی ہے کیونکہ اصطلاح محدثین میں جب صحیح حدیث کی نفی کی جائے تو اس کے مقابل حدیث حسن اور حدیث ضعیف ثابت ہوتی ہے حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے بلکہ

حدیث ضعیف جب متعدد طرق سے ثابت ہو وہ حسن لغیرہ کہلاتی ہے

حاشیہ جلالین میں وجہ کراہیت کو اس طرح رد کیا گیا ہے قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات ۔ علماء کرام نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ حدیث ضعیف عملیات (وفضائل) میں معتبر ہے۔

مقدمہ مشکوۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وما اشتهر ان الحديث الضعيف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیر ها المراد مفر داته لا مجموعها لانه داخل فی الحسن لا فی الضعیف ۔

جو مشہور ہے کہ حدیث ضعیف صرف اعمال کی فضیلت ثابت کرتی ہے اس کے بغیر (احکام) اس سے ثابت نہیں اس سے وہ حدیث ضعیف ہے جو مفرد ہو متعدد طرق سے ثابت نہ ہو لیکن جو متعدد طرق سے ثابت ہو وہ حدیث حسن کہلاتی ہے ضعیف نہیں حدیث حسن سے احکام بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔

دوسری وجہ :

بعض حضرات نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو ضعیف کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اس سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حدیث ضعیف حدیث ہی نہیں حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ حدیث

صحیح اور حدیث حسن کی شرائط تمام یا بعض مفقود ہو جائیں تو ہو حدیث ضعیف ہے غلط باطل اور من گھڑت حدیث و محدثین اپنی اصطلاح میں موضوع کہتے ہیں۔

تیسری وجہ :

علامہ سخاوی نے مقاصد میں ذکر فرمایا لا یصح فی المرفوع من کل ھذا الشی انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں مرفوع طور پر ثابت نہیں مرفوع کی نفی سے بھی لوگوں کو مضطرب کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ملتی لھذا مکروہ ہے حالانکہ مرفوع کی نفی سے حدیث موقوف اور مقطوع ثابت ہو جاتی ہے مقدمہ مشکوۃ میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

وماانتھی الی النبی ﷺ یقال لہ المرفوع وما انتھی الی الصحابی یقال لہ الموقوف وما انتھی الی التابعی یقال لہ المقطوع۔

جو حدیث نبی اکرم ﷺ تک پہنچے وہ مرفوع ہے جو صحابی تک پہنچے، وہ موقوف ہے جو تابعی تک پہنچے وہ حدیث مقطوع ہے۔

یعنی جب حدیث پاک اس طرح ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا آپ نے یہ کیا یا آپ کے سامنے یہ کام ہوا آپ نے منع نہ فرمایا ہو تو وہ

حدیث مرفوع ہے اسی طرح صحابی کا قول و فعل اور صحابی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو صحابی نے منع نہ فرمایا ہو یہ حدیث موقوف ہے ایسے ہی تابعی کا قول و فعل اور تابعی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو اور تابعی نے منع نہ کیا ہو وہ حدیث مقطوع ہے ان تینوں قسم کی احادیث سے فضائل واحکام ثابت ہو سکتے ہیں جب کہ وہ درجہ صحت و حسن تک پہنچیں

چوتھی وجہ :

جس سے مکروہ ثابت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو موضوعات کبیر میں ان الفاظ سے ذکر فرمایا۔ ولا یصح فی المرفوع من کل ھذا شی۔ اس مسئلے (انگوٹھے چومنے) میں کوئی حدیث صحیح طور پر مرفوع ثابت نہیں لہذا بعض کے مطابق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا موضوعات کبیر میں ذکر کرنا ہی دلالت کر رہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے یہ قول بھی سراسر جہالت پر مبنی ہے ورنہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی عبارت کے بعد یوں فرماتے ہیں۔

قلت و اذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلوة و السلام عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين ۔ (موضوعات كبير بحواله منير العين)

میں کہتا ہوں جب اس حدیث کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ تک پہنچنا ثابت ہے، تو عمل کے لئے یہ کافی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

واضح ہوا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث غیر مرفوع ہے لیکن موضوع نہیں یعنی یہ حدیث موقوف ہے

جو عمل کے لئے کافی ہے آخر حاشیہ جلالین کی عبارت پر ختم کر رہا ہوں حاشیہ میں اسی بحث کے آخر میں اس طرح ہے۔

و لقد فصلنا الکلام و اطنبناہ لان بعض الناس ینازع فیه لقلة علمه .

ہم نے اس مسئلے میں طویل اور تفصیل سے بحث کی ہے کیونکہ بعض لوگ اس میں قلتِ علم کی وجہ سے جھگڑا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے
اور ضد، حسد، بغض و عناد سے محفوظ فرمائے
اور ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی اور انفرادی طور پر ذکر کرنے کی شرعی حیثیت اور مسائل کا بہترین مجموعہ

نماز کے بعد ذکر ودعاء مستحب ہے

تصنیف لطیف

استاذ العلماء حضرت علامہ **مولانا عبدالرزاق** چشتی بھترالوی مدظلہ العالی

سینئر مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ناشر

تنظیم علماء ضیاء العلوم (انٹرنیشنل)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی